# انڈونیشیا: بحران کی زد میں

مسلم سجاد

کمرہ امتحان کے نگران کے انداز سے کھڑے ہوئے آئی ایم ایف کے ایم ڈی مائیکل کیم ڈ یسس اور امتحان دینے والے طالب علم کی طرح' انڈونیشیا کے صدر سہارتو کی دستخط کرنے کی تصویر' کل کے ایشیائی ٹائیگر کے آج کی بلی بننے کی آئینہ دار ہے۔ ایشیائی معجزے' ایشیائی اقدار' ۲۱ ویں صدی ایشیا کی صدی کے خواب' خواب ہوئے۔ عالمی گاؤں کی معیشت جن ہاتھوں میں ہے' انھوں نے کچھ جھٹکے دے کر سب کے کس بل نکال دیے اور اب اسی سے دوا لی جا رہی ہے جس نے مرض دیا ہے۔ ملایشیا نے کچھ مقابلہ کر لیا' اب انڈونیشیا عالمی خبروں کا موضوع ہے۔ سہارتو نے' جو ۱۹۶۵ کی خوں ریزی کے بعد سے' جس میں ڈھائی لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے' اس سب سے بڑے اسلامی ملک کی قسمت کے مالک ہیں' مسلسل ساتویں بار صدر منتخب کروانے کے بعد' قرآن کے سائے میں' ۱۱ مارچ کو پھر حلف اٹھایا ہے۔

فوجی طاقت کے بل پر' چوکیداری چھوڑ کر' گھر کے مالک بن جانے والے ان حاکموں کا فلسفہ یہ ہوتا ہے کہ معاشی ترقی اور استحکام کے لیے جمہوری آزادیوں کو قربان کرنا ضروری ہے۔ وہ مغرب کے اباحیت پسند کلچر کو تو اپنے مسلم معاشروں میں فروغ دینے کے لیے ہر طرح کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں' لیکن مغرب کی پریس کی آزادی' آزادانہ انتخابات' عوامی نمایندوں کا احتساب انھیں اپنے ملک میں بالکل گوارا نہیں ہوتا۔ وہ جمہوریت کا ایسا قالب لے کر آتے ہیں جس میں ان کا تخت ہمیشہ سلامت رہے۔ اس کو وہ استحکام کہتے ہیں۔ بالعموم مسلم ممالک کے بدقسمت عوام کے حصے میں معاشی ترقی بھی نہیں آتی۔ وہ بنیادی حقوق اور آزادیوں سے محروم' ظلم و استبداد کا شکار رہتے ہیں لیکن انڈونیشیا اس لحاظ سے ایک مثال قرار دیا جاتا تھا کہ یہاں ۷ فی صد کی شرح سے مسلسل ترقی ہوئی ہے۔ خوش حالی نظر آتی ہے' کشادہ سڑکیں (ہم تو ایک موٹر وے پر ہی صدقے جا رہے ہیں!) بلند و بالا عمارات' اپنی کاریں' ہوائی جہاز' مغربی کلچر بھی' تھوڑا بہت اسلام بھی--- اور مسلمان کیا چاہتے ہیں!

لیکن اس ترقی کے ساتھ' صدر سہارتو کے بیٹوں' بیٹیوں' دامادوں اور دوستوں کی کرپشن کی ایسی ہوش ربا داستانیں ہیں کہ ہمارے زرداری اور عثمان فاروقی ان کے آگے ہیچ ہیں۔ سب کچھ کھلے عام ہے۔ نہ شرم نہ پردہ۔ مغرب سہارتو کو ہٹانا چاہتا ہے تو مغربی پریس میں کرپشن کی داستانیں' تفصیل سے اور چارٹ بنا کر

شائع کی جا رہی ہیں کہ کس بیٹی یا بیٹے کے پاس کیا ہے۔ جب تک مفید مطلب ہوتا ہے، آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں، بلکہ سر پر ہاتھ رکھا جاتا ہے، لیکن جب آنکھیں پھیر لی جائیں تو سب کچھ نظر آنے لگتا ہے اور خود ملک کے بے خبر عوام کو بھی اپنے حاکموں کی کرتوتیں سی این این، بی بی سی اور ٹائم، نیوز ویک اور ایشیا ویک سے ملنے لگتی ہیں۔ اکانومسٹ جیسے رسالے کی سرورق کہانی Stand Down, Suhart ہوتی ہے (۲۳ جنوری ۹۸)۔

گذشتہ مئی کے انتخابات کے موقع پر جب سوئیکارنو کی بیٹی کو لیڈر بنایا جانے لگا اور اس کی علامت کے طور پر اس کی تصویر ٹائم اور نیوز ویک نے سرورق پر شائع کی (جس کی تمنا ہی ہمارے بھٹو صاحب کرتے رہے) تو اندازہ ہوتا تھا کہ اب سہارتو کے جانشین کی تلاش ہے۔ سہارتو نے اپنے داؤ پیچ کے ذریعے پارٹی کو اس کی لیڈر سے محروم کر دیا۔ چنانچہ انتخابات میں اس کی پارٹی کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ سب سے بڑی تو سرکاری گولکار پارٹی کو رہنا ہی تھا، کچھ زیادہ ووٹ اسلام پسند پارٹیوں کے حصے میں آ گئے اور انڈونیشیا نسبتاً کم سیکولر نظر آنے لگا۔ لیکن اس کے بعد سے انڈونیشیا کو غیر مستحکم کرنے کے منصوبے پر عمل شروع ہو گیا۔ رمضان میں مہنگائی اتنی بڑھ گئی کہ عوام افطار اور سحری کو بھی ترس گئے۔ دکان داروں کی دس سال کی بچت ۶ ماہ کے افراط زر نے ہڑپ کر لی۔ اسٹاک ایکسچینج میں ۲۳۸ میں سے ۲۰۰ کمپنیاں دیوالیہ ہو گئیں۔ ڈالر ۶۰۰ انڈونیشی روپے سے بڑھ کر ۱۱ ہزار اور اب ۲۴ ہزار تک پہنچ گیا۔ چنانچہ احتجاج ہو رہے ہیں، مظاہرے ہو رہے ہیں لیکن حاکم یہ سوچنے کے لیے تیار نہیں کہ ملک کے عوام ان سے نجات چاہتے ہیں۔ اب مزید سواری دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

برطانیہ کے امپیکٹ انٹرنیشنل (مارچ ۹۸) نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں سرکاری ریکارڈ سے، ہزاروں سفارتی مراسلوں اور فائلوں سے، انڈونیشیا میں گذشتہ ۴۰ سال میں امریکی مداخلت کی تفصیل مستند طور پر پیش کی گئی ہے۔ اس آئینے میں آج کی تصویر (صرف انڈونیشیا ہی کی نہیں) دیکھی جا سکتی ہے۔ پہلے کارروائیاں خفیہ کی جاتی تھیں، اب کھلے عام ہوتی ہیں۔

گذشتہ دو ماہ میں امریکی وزیر خانہ اور وزیر دفاع، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے سربراہ جکارتہ آ کر مشورے دے چکے ہیں۔ صدر کلنٹن نے ایک ہفتے میں دو بار فون کیا تاکہ سہارتو آئی ایم ایف کی ۵۰ شرائط پر دستخط کر کے ۴۳ ارب ڈالر کا قرض حاصل کرے۔ اب کلنٹن کی جانب سے کارٹر کے دور کے نائب صدر والٹر مانڈیل خصوصی طور پر جکارتہ جا رہے ہیں تاکہ سہارتو سے وہ باتیں بھی صاف صاف ہو جائیں جو صدر کلنٹن فون پر نہ کر سکے۔ کلنٹن نے برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیر، فرانس کے صدر شیراک اور جرمن کے چانسلر کوہل سے گفتگو کر کے انڈونیشیا پر بین الاقوامی اتفاق رائے حاصل کیا ہے تاکہ یہ ممالک سہارتو پر دباؤ

ڈالیں کہ وہ امریکی مشورے کو تسلیم کرے۔ مانڈیل کے ساتھ سفر کرنے والے ایک افسر نے بتایا کہ سہارتو سے کہا جائے گا کہ وہ اپنی کابینہ میں ایسے افراد کو لیں جو آئی ایم ایف کے ساتھ چل سکیں۔ بی جے حبیبی (جو نائب صدر مقرر ہوئے ہیں) جیسے نہیں اور نہ ان کے جیسے اسلامی ذہن کے کوئی دوسرے فرد۔

آزادی کے بعد سے انڈونیشیا میں سوچی سمجھی کوشش کی گئی کہ اجتماعی اور سیاسی زندگی اسلامی اثرات سے آزاد ہو اور سیکولر اقدار رائج کی جائیں۔ ۱۹۶۵ کے خونی انقلاب کے بعد جو نظام انڈونیشیا کے لیے وضع کیا گیا' اس میں یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ عامتہ الناس کے دینی رجحانات یا اسلامی غلبے کے لیے جدوجہد کرنے والے' کوئی مقام نہ حاصل کر سکیں۔ انڈونیشیا کی تاریخ میں مسلمانوں کے لیے شدید ترین استبداد کا دور شروع ہوا۔ لیکن یہ ان کے لیے کوئی پریشانی کا باعث نہ ہوا' جو آج کرپشن اور جمہوری اقدار کے لیے فکرمندی ظاہر کر رہے ہیں۔ دراصل پورا منصوبہ یہ تھا کہ بہت بڑے پیمانے پر عیسائی تبلیغی کوششوں سے انڈونیشیا کو عیسائیت کے لیے فتح کر لیا جائے۔ ۶۰ کے عشرے کے اواخر سے ۸۰ کے عشرے کے اواخر تک' ۲۰ سال انڈونیشیا میں بے انتہا وسائل کی پشت پناہی سے عیسائیت کی تبلیغ کی نہایت جارحانہ مہم چلائی گئی۔ عائلی قانون میں ایسی ترمیم کی گئی کہ عیسائی مرد' مسلمان لڑکی سے شادی کر سکے۔ عیسائی فوجی جنرل' عیسائی وزرا' عیسائی بیوروکریٹ اور عیسائی اہل فکر اور ساتھ ہی سرکاری اور میڈیا کی پالیسیوں نے مسلم معاشرے کی اقدار کو مسخ کر کے سیکولر اقدار کو رائج کیا۔ ان کوششوں سے یہ مقصد تو حاصل نہ ہوا کہ مسلمان عیسائی ہو جاتے لیکن پرامن معاشرے میں مذہبی افتراق و انتشار ضرور پیدا ہوا۔ ۹۰ کے عشرے میں اسلامی احیا کے آثار نظر آنے لگے۔ یہ مسلمانوں کی روایتی مزاحمت کا اظہار ہے۔ ہر طرح کی کوششوں کے باوجود لوگ اسلام سے دور نہیں ہوئے بلکہ قریب ہی آئے ہیں۔ یہ تبدیلی سہارتو کی وجہ سے نہیں آئی۔ معاشرے میں تبدیلی آئی اور سہارتو بھی اس کا حصہ ہے۔

اس وقت سب بندوقوں کا رخ سہارتو کی طرف ہے۔ جم ہاگ لینڈ نے ۲۳ فروری ۹۸ کے واشنگٹن پوسٹ میں انکشاف کیا ہے کہ کلنٹن کے چیف آف سٹاف ارسکائن باؤلز کے دفتر میں ایک اعلیٰ سطح کا ورکنگ گروپ تقریباً روزانہ ان مسائل پر میٹنگ منعقد کرتا ہے۔

سہارتو سے کلنٹن اس لیے بھی ناراض ہے کہ اس نے کہا کہ اسرائیل کو تسلیم کر لو تو اس نے ہنس کر ٹال دیا۔ اس کے دو قصور اور بھی ہیں۔ پہلا یہ کہ اس نے انڈونیشیا کی نوے فی صد مسلم اکثریت کو سیاسی نظام میں کچھ مقام دے کر انھیں شرکت کا احساس دلایا ہے۔ دوسرے' بوسنیا' سوڈان' عراق اور فلسطین کے بارے میں آزاد پالیسی اختیار کی۔ تیسرا' ڈاکٹر بی جے حبیبی کو آگے بڑھانا ہے جس کے بارے میں اکانومسٹ نے لکھا کہ غیر ملکی سرمایہ کار اسے پسند نہیں کرتے۔ غیر ملکی اخبار' حبیبی کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ اس کا امکان ہے کہ اگر ضرورت پیش آ جائے تو یہ صدارت کا عہدہ سنبھالیں گے۔ یقیناً مغربی طاقتیں یہ پسند نہیں کرتیں کہ بیس کروڑ عوام اور دنیا کے نہایت قیمتی قدرتی ذخائر' اس جیسے شخص کے ہاتھ میں آئیں۔

انڈونیشیا پر دباؤ ڈالنے کی یہ کوششیں معکوس نتائج پیدا کر رہی ہیں۔ گولکار (سرکاری پارٹی) کے ایک ممبر پارلیمنٹ لقمان ہارون نے کہا کہ ہم مانڈیل کے مشورے سننے کو تیار ہیں لیکن وہ ہمیں یہ نہ بتائیں کہ ہم کسے اپنا صدر، یا نائب صدر بنائیں۔ امریکہ سے ہماری دوستی ہے مگر یہ صحیح بات نہیں کہ واشنگٹن ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ انڈونیشیا کے ایک امریکہ نواز کیتھولک اخبار نے بھی لکھا کہ ملک میں آئی ایم ایف اور اس کے مغربی حلیفوں کے خلاف جذبات ابھر رہے ہیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ خراب معاشی صورت حال جان بوجھ کر پیدا کی گئی ہے تاکہ انڈونیشیا پر اپنی مرضی مسلط کی جاسکے۔

منظرنامہ کچھ یوں معلوم ہوتا ہے: خراب معیشت کی وجہ سے بے چینی، احتجاج، مظاہرے--- حکومت کے خلاف کامیاب نہ ہوں تو ان کا رخ چینی اقلیت کی طرف موڑ دیا جائے۔ اس سے چینی مہاجرین کا مسئلہ (جیسے ۱۹۷۱ میں مشرقی پاکستان میں ہندو) پیدا ہو جائے۔ ایسی صورت حال ہو جائے کہ چین، چینی اقلیت کے تحفظ کے لیے اپنی بحریہ بھیج دے، جس سے مشرقی ایشیا میں عدم استحکام ہو اور پیس فک (pacific fleet) فلیٹ داخل ہو سکے۔

مسلم ممالک کے یہ حالات جس کی ایک مثال انڈونیشیا ہے، امت مسلمہ کے لیے آنکھیں کھول دینے والے ہیں۔ عراق کے ساتھ اقوام متحدہ کے پردے میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ڈھکا چھپا نہیں اور اب انڈونیشیا کو غیر مستحکم کیا جا رہا ہے۔ مغربی ممالک کسی مسلمان ملک کو، خواہ وہاں ان کے گماشتے ہی حکومت کرتے ہوں مستحکم اور ترقی یافتہ نہیں دیکھ سکتے۔ امت مسلمہ میں عام بیداری اور جرات مند مسلمان قیادت کے ہاتھوں میں اختیارات و وسائل کا آنا، ان مسائل کا حقیقی حل ہے۔

---

دعوتی کام کرنے والے کارکنوں کے لیے خوبصورت تحفہ

مولانا محمد یوسف اصلاحی

شعورِ حیات

مؤثر اندازِ تحریر ——— تربیت اور تزکیے کے لیے انتہائی مفید

• نئے خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ • کمپیوٹرائزڈ کتابت

جلد اول: -/39 روپے جلد دوم: -/39 روپے

البدر پبلی کیشنز، 23 - راحت مارکیٹ، اردو بازار، لاہور 54000